رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

نمبر ۷ | بابت ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصلح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ باداراۃ محمد عثمان عاصی ✤ در ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ در ریبہ کلاں دہلی ریزندہ نور بر صدور ہمی گردد

لہ ہذا التفسير العام ماخوذ من الحديث اقض بيننا بكتاب الله فقضى بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ جو

بہ برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود امۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹیل کے ڈہائی جزء سے کم نہو گا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیغرض سے اس سے بھی بڑہ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ؍ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کیخدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ ؍ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر ۲؍ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور عہ ؍ کا وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی نے بروایتہ روح بن جناح بیان کیا ہے اور روح بن جناح اس حدیث پر مجاہد سے متفرد ہوئے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لے گئے وہاں پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بازار والو تم کیسے عاجز ہو گئے انہوں نے کہا اور یہ کہا اے (حضرت) ابوہریرہ فرمایا وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم کیجا رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو کیا تم نہیں جاتے کہ اسمیں سے اپنا حصہ لیلو انہوں نے عرض کیا کہ وہ کہاں ہے فرمایا مسجد میں پس وہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور حضرت ابوہریرہؓ انکے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے یہانتک کہ وہ لوگ واپس آئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا انہوں نے عرض کیا کہ اے ابوہریرہ ہم مسجد گئے اسکے اندر داخل ہوئے وہاں تو کچھ بھی بٹتے نہیں دیکھا حضرت ابوہریرہ نے فرمایا اور تم نے وہاں کسی آدمی کو بھی نہیں دیکھا بیشک ہم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک قوم کو قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور ایک قوم حلال وحرام کا تذکرہ کر رہی تھی پس حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ تمہیں خرابی ہو اور بھی تو ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بسند حسن بیان کیا ہے۔

فصل

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم (راسخ) دلمیں ہے وہ تو علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے پس یہ اللہ کی حجت ہے اولاد آدم پر۔ اس حدیث کو حافظ ابوبکر خطیب نے اپنی تاریخ میں بسند حسن بیان کیا ہے۔

طلب علم میں سفر کرنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ اور جو شخص کسی راستہ میں چلا تاکہ اسمیں علم کو تلاش کرے اسکے عوض اس شخص کے واسطے اللہ تعالےٰ جنت کیطرف راستہ سہل فرما دینگے اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور زر بن حبیشؓ سے مروی ہے کہ میں صفوان بن عسال مرادیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا کیوں آئے ہو میں نے عرض کیا کہ علم طلب کرنے فرمایا میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ایسا کوئی طلب علم میں اپنے گھر سے نکلنے والا نہیں ہے کہ اسکے واسطے فرشتے پر نہ بچھا دیتے ہوں اسکی سعی سے مسرور ہوکر اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے اور تصحیح کی ہے اور ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے صحیح الاسناد روایت کیا ہے۔

۵۰

اور قبیصہ بن المخارقؓ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا فرمانے لگے اے قبیصہ تم کو کیا ضرورت لے آئی میں نے عرض کیا کہ میری عمر طویل ہوگئی اور میری ہڈیاں ضعیف ہوگئیں اب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ آپ مجھکو ایسی باتیں تعلیم فرمائیں کہ جو آخرۃ میں مجھکو نافع ہوں فرمایا اے قبیصہ تم کسی ایسے پتھر اور درخت اور ڈھیلے پر نہیں گذرے کہ جس نے تمہارے واسطے دعائے مغفرۃ نہ کی ہو اے قبیصہ جب تم صبح کی نماز پڑھا کرو تو تین مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ کہا کرو تو نابینائی اور جذام اور فالج سے محفوظ رہوگے۔ اے قبیصہ یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک مما عندک وافض علی من فضلک وانشر علی من رحمتک وانزل علی من برکاتک ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے ان چیزوں میں سے مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہیں اور میرے اوپر فیضان فرما اپنے فضل سے اور کچھ اپنی رحمت کی مجھپر ارزانی فرما اور کچھ اپنی برکات مجھپر نازل فرما اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اسکی سند میں ایک راوی ہے جسکو نہیں بیان کیا

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص صبح کو مسجد میں صرف اس ارادہ سے گیا کہ علم خیر سیکھے یا سکھلاوے اسکو اجر کامل حج کرنیوالے کا ہوگا اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے کہ جسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی علم کی طلب میں نکلا وہ اللہ کے راستہ میں ہے جبتک کہ لوٹے اس حدیث کو ترمذی نے حسن روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو شخص صبح کو نکلا بارادہ علم کہ اسکو اللہ کے واسطے حاصل کرے اللہ تعالےٰ اسکے واسطے جنت کیطرف ایک دروازہ کھولدیتا ہے اور فرشتے اسکے واسطے اپنے بازوں کو بچھاتے ہیں اور تمام آسمانوں کے فرشتے اور دریا کی مچھلیاں اسکے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کیلئے عابد پر ایسا فضل حاصل ہے جیسے چودھویں شب کے چاند کو آسمان کے بہت چھوٹے ستارہ پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء علیہم السلام نے دراہم و دنانیر کو ورثہ میں نہیں چھوڑا لیکن انھوں نے علم کو ورثہ میں چھوڑا ہے پس جس شخص نے علم کو لیا اس نے اپنے حصہ کو لے لیا اور عالم کی وفات ایسی مصیبت ہے کہ جسکا جبر نقصان نہیں ہو سکتا اور ایسا رخنہ ہے کہ بند نہیں کیا جا سکتا اور وہ ایک ستارہ ہے کہ مٹا یا گیا ایک قبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سے سہل تر ہے اسکو ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر انکی روایت میں موت عالم الخ کا ذکر نہیں اسکو بلفظہ بیہقی نے بطریق ولید بن مسلم روایت کیا ہے۔

حدیث کے سننے اور اسکی تبلیغ اور کتابت کی ترغیب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے ترہیب کا بیان

اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ تروتازہ کرے اس شخص کو کہ جسنے ہم سے کسی شے کو سنا اور پھر اوسکو پہونچادیا (نقل کردیا) جیسے کہ سنا اور بہت وہ لوگ کہ جنکو حدیث پہونچائی جاتی ہے۔ زیادہ حفاظت کرنیولے ہوتے ہیں سننے والوں سے (بحیثیت حفظ یا تفہم کے) اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے بجائے نضر اللہ امرأ کے رحم اللہ امرأ فرمایا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح فرمایا ہے۔

اور حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ تروتازہ کرے اس شخص کو جسنے ہم سے حدیث کو سنا اور اسکو دوسروں کو پہونچایا اسواسطے کہ بہت سے لوگ دانائی کی بات کو ایسے شخصوں کے پاس پہونچاتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں اور بہت سے دانائی کی بات کو نقل کرنے والے خود سمجھدار نہیں ہوتے۔ تین چیزیں ہیں اپر قلب مسلم خیانت نہیں کرتا عمل کا خدا کے واسطے خالص کرنا اور حکام کو نصیحت کرنا اور جماعت مسلمین کو چپٹے رہنا (یعنے انکا اتباع کرنا) کیونکہ انکی دعا (یعنے اسکا نفع) سب کو پہنچتی ہے (اگر تم انکے ساتھ ہوگے تو تم بھی اسکی برکت سے محفوظ رہوگے) اور شخص کا مطمح نظر (ہر کام میں) دنیا ہے اللہ تعالےٰ اسکے کاموں کو منتشر کردیتا ہے (یعنے سمیٹے نہیں سمٹتا) اور فقر کو اس کے پیش نظر کردیتا ہے اور (پھر بھی) دنیا میں سے اسکو اتنا ہی ملتا ہے جتنا اسکی قسمت میں لکھا ہے اور جس شخص کا مطمح نظر آخرۃ ہے خداوند تعالےٰ اسکے کاموں کو مجتمع کردیتا ہے اور اپنی تمنا اسکے قلب میں جانشین کردیتا ہے اور اسکے پاس دنیا ذلیل ہوکر آتی ہے (اس حدیث میں ترغیب دلائی ہے اس امر کی کہ ہر کام میں مقصود اصل اور مطمح نظر آخرۃ کو بنانا چاہیئے جو لوگ دنیا کو اپنا مطمح نظر بنا لیتے ہیں وہ اسمیں منہمک ہوجاتے ہیں اور اپنے مقاصد کے پورا کرنے میں طرح طرح کی پریشانیاں اُٹھاتے ہیں بعض مرتبہ معاصی کا بھی ارتکاب کرتے ہیں۔ دین دنیا برباد کرتے ہیں اور پھر ملتا وہی ہے جو انکی قسمت میں ہے اور جو لوگ کہ اپنا مقصد اصلی آخرۃ کو سمجھتے ہیں انکے تمام کام نہایت دل جمعی سے انجام پاتے ہیں اور خداوند تعالےٰ ان کے واسطے کامیابی کے طریقہ واضح کردیتا ہے اور انکا نفس دنیوی لالچ

۵۲

غنی ہو جاتا ہے کیونکہ خداوند تعالے اپنا غنا انکے قلب میں مرکوز فرما دیتا ہے اور دنیا انکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے کچھ تقدیم و تاخیر سے روایتہ کیا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے نلیس بفقیہ تک اور ترمذی نے تحسین کی ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے ان دونوں سے کچھ زیادہ بیان کیا ہے۔

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیف منیٰ میں فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالےٰ اس بندہ کو تر و تازہ فرماوے جسنے میرے قول کو سُنا اور پھر اسکی حفاظت اور نگہداشت کی اور ان لوگونکو پہونچایا جنہوں نے نہیں سنا تھا اسواسطے کہ بعضے حاملین علم خود سمجھدار نہیں ہوتے اور بعضے اہل علم اپنے سے زیادہ اہل فہم کو علم پہونچاتے ہیں (یہ فائدہ ارشاد فرمایا ہے تبلیغ علم کا کہ بسا اوقات بہت سی باریکیوں پر اُستاد کی رسائی نہیں ہوتی اور انکو شاگرد با سانی سمجھ لیتا ہے۔ لہذا بعینہ الفاظ نبی علیہ السلام کو نقل کرنے کی حضرت نے تعلیم فرمائی ہے) تین ایسے امر ہیں قلب مومن انپر بخل نہیں کرتا۔ عمل کو خاص خدا کے واسطے کرنا۔ مسلمانوں کے حکام کو نصیحت کرنا اور انکی جماعت کو چپٹے رہنا اسواسطے کہ انکی دعائیں انکے ماورا لوگونکو شامل ہوتی ہیں اسکو احمد و ابن ماجہ نے اور طبرانی نے کبیر میں مختصراً اور مطولاً روایتہ کیا ہے مگر طبرانی نے بجائے تحفظ کے تحیط نقل کیا ہے اور سب نے بواسطہ محمد بن اسحاق کے عبد السلام سے اور انھوں نے زہری سے اور انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایتہ کیا ہے۔ اور امام احمد کے نزدیک اس حدیث کا ایک طریق عن صالح بن کیان عن الزہری بھی اور اسکی اسناد حسن ہے۔

۵۳

اور حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی قوم مجتمع ہو کر کتاب اللہ کو پڑھتی پڑھاتی ہو اور پھر خدا کا مہمان نہو اور فرشتے انکو نہ گھیرے رہیں جب تک کہ وہ کھڑے نہوں یا دوسرے مشغلہ میں مشغول نہوں اور یہ بھی ضرور ہے کہ جو کوئی عالم مرنے کے خوف سے طلب علم میں نکلے یا بھولنے کے خوف سے اسکے لکھنے کیلئے نکلے تو وہ مثل اس مجاہد کے ہوگا جو خدا کے

راستہ میں شام کو نکلا اور جس شخص کے عمل نے دیر کی اسکے ساتھ اسکا نسب جلدی نہیں کریگا (فائدہ۔ یعنے جس شخص کے اعمال صالح نہوں اگرچہ کسی بزرگ کی اولاد ہو مگر صرف صاحبزادگی اسکو کافی نہوگی اولاد بزرگان کے واسطے قابل عبرت اور لائق اعتنا ہے) اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایۃ اسماعیل بن عیاش نقل کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اسکے تمام اعمال ختم ہوجاتے ہیں بجز تین عملوں کے صدقۂ جاریہ یا علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے یا نیک اولاد جو اسکے واسطے دعا کرتی رہے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ اور اس قسم کی احادیث پہلے بھی باب نشر العلم میں گذر چکی ہیں۔ حافظ منذری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نافع کے لکھنے والے کو اسکا اجر ملتا ہے اور ان لوگوں کا اجر بھی ملتا ہے جنہوں نے اسکے بعد پڑھا لکھا اور اسپر عمل کیا جب تک کہ وہ مکتوب اور اسپر عمل باقی رہیگا۔ اور علم غیر نافع اور موجب اثم کے کاتب پر اسکا بار ہے اور ان لوگوں کا کہ جنہوں نے اسکے بعد میں اسکو لکھا پڑھا یا اسپر عمل کیا ہے جب تک کہ وہ مکتوب اور اسپر عمل باقی رہے۔ یہ ان احادیث سے مفہوم ہوا ہے کہ جو نیک بد طریق کے رائج کرنے والوں کے بارے میں وارد ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھپر قصداً جھوٹ بولا اسکو نار جہنم میں اپنا مسکن بنا لینا چاہیئے اسکو بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسکو بیشمار صحابہ سے تمام صحاح و سنن و اسانید مین نقل کیا گیا ہے حتی کہ حد تواتر تک پہونچ چکی ہے واللہ اعلم۔

اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے میری طرف ایسی حدیث کو منسوب کیا جسکو وہ جھوٹ سمجھتا تھا وہ بھی ایک دو جھوٹوں میں سے ہے (یعنے اصل حدیث کا گھڑنے والا اول کاذب ہے اور یہ ناقل باوجود ظن کذب جو نقل کرتا ہے تو یہ بھی اسی کاذب کے قبیل سے ہوا)

۵۴

اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوے سُنا کہ یقیناً مجھپر جھوٹ بولنا مثل دوسرے لوگوں کے جھوٹ بولنے کے نہیں ہے بس جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بولے اسکو نار (جہنم) میں اپنا ٹھکانا بنالینا چاہیئے۔ اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

علماء کی ہمنشینی کی ترغیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم جنت کی کیاریوں میں گذرا کرو تو چر لیا کرو (صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا مجالس علمی اسکو طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے اور اسمیں ایک راوی مجہول الاسم ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لقمان نے اپنے فرزند سے کہا تھا کہ اے میرے پیارے سچے مجالس علماء کو اختیار کر اور کلام عقلاء کو سُن اسواسطے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نور حکمت کے ساتھ قلب میت کو زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو بارش کی روسے اسکو طبرانی نے کبیر میں بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم روایتہ کیا اور ترمذی نے اس سند کی تحسین کی ہے دوسرے متن اور شاید کہ یہ موقوف ہو واللہ اعلم۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسولؐ اللہ ہمارے ہمنشینوں میں سے کون بہتر ہیں فرمایا کہ جسکے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آوے اور اسکی گفتگو تمہارے علم کو زاید کرے اور اسکا عمل تم کو آخرۃ یاد دلاوے اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور تمام راوی ثقات ہیں بجز مبارک بن حسان کے۔

۵۵

علمائے اکرام اور توقیر کی ترغیب اور انکو لاپروائی سے ضائع (اور بے قدر) کرنے کی ترہیب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شہداء احد کو میں سے دو دو کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پھر فرماتے کہ ان دونوں میں سے کون زاید قرآن جاننے والا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو لحد میں آگے رکھتے۔ اسکو بخاری نے روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت ابو موسےٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تعظیم پروردگار میں بوڑھے مسلمان اور ایسے قرآن شریف کے جاننے والے کہ جو اکرام اسمیں غلو اور غفلت نکرتا ہو اور حاکم عادل کا احترام بھی داخل ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایتہ کیا ہے۔ ۵۶

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایتہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ شرط مسلم پر صحیح ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں ہے کہ جو بڑے کی توقیر اور چھوٹے پر ترحم نکرے اور نیک کام کا حکم اور بُرے سے منع نکرے اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نکرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے اسکو حاکم نے نقل کیا ہے اور علی شرط مسلم تصحیح کی ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

(باقی آئندہ)

روپیہ پیسہ خرچ کیا جائے اور خدا تعالےٰ کو دیکھئے کہ بہت آسانی سے رضامند ہوجاتے ہیں اور ہم پھر بھی ان کو راضی کرنے کی فکر نہیں کرتے لیکن حقیقت میں یہ بڑا کمینہ پن ہے کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ جسکا احسان اپنے اوپر بہت زیادہ ہو اوسکے سامنے تو نہایت عاجزی سے رہے اور اوسکا کہا مانے یہ نہیں کہ اور اولٹی اوسکے ساتھ شرارت کرے۔ اور اوسکے کہنے کے خلاف چلے پس اپنی تھوڑی بہت تکلیف کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو اگر کسی کے پاس موروثی زمین ہے تو اوسکو چاہیئے کہ فوراً چھوڑ دے بلکہ مین کہتا ہوں کہ جو شخص موروثی زمین چھوڑ دیگا وہ زیادہ آرام میں رہیگا کیونکہ وہ اس سے بڑا ایماندار مشہور ہوجاویگا لوگ کہیں گے کہ دیکھو میاں کسقدر ایماندار ہے کہ اپنی موروثی زمین چھوڑ دی پھر تو ہر ایک زمیندار یہی کوشش کریگا کہ ہماری زمین بھی یہی جوتے اگر اب بھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آوے اور نہ مانیں تو وہ جانیں دو شخص ضلع سہارنپور کے میرے پاس آئے میں اتفاق سے موضع بہیسانی گیا ہوا تھا وہ میرے پاس وہیں پہنچے کہ ہم کو مرید کرلو میں نے پوچھا کہ تمہارے پاس موروثی زمین تو نہیں اون سے معلوم ہوا کہ ہے میں نے کہا کہ اوسکو چھوڑدو کہنے لگے پہلے مرید کرلو پھر چھوڑ دینگے مین نے کہا کہ پہلے چھوڑ آؤ جب مرید کرونگا یہ سنکر کہا کہ اچھا ہم چھوڑ آتے ہیں مگر آجتک لوٹکر نہیں آئے۔ ایک گاؤں کے لوگ مدت سے مجھے بلا رہے ہیں لیکن ابتک اسوجہ سے نہیں گیا کہ وہاں سب کے پاس موروثی زمینیں ہیں میں نے اونسے کہا کہ یہ بتلاؤ مجھے روٹی کہاں سے کھلاوگے بس اوسکا جواب نہ دے سکے حدیث میں ہے کہ اگر ایک روپیہ حرام کا ہے اور نو روپے حلال کے تو بس اس ایک حرام کے روپیہ ملجانے سے ساری عبادت غارت ہوگئی اور غضب یہ ہے کہ لوگ حرام کمائی بیوی بچوں کے لئے کماتے ہیں یہ بھی نہیں کہ صرف اپنے ہی لئے ایسا کریں مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ پھر روزہ نماز کرکے کیا کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تو حلال کمائی نہیں ہے اور جب حلال کمائی نہیں تو روزہ نماز کچھ بھی قبول نہ ہوگا تو نماز روزہ سے فائدہ کیا یاد رکھو اب تو فقط ایک گناہ ہے کہ حرام مال سے پیٹ بھرا اور اگر نماز روزہ اور دوسرے نیک کام چھوڑ دئے تو اور بہت سے گناہ ہوجاوینگے۔

موروثی زمین کا رکھنا حرام ہے

۱۷

(۱۳) یہ مضمون رمضان کے بیان میں تھا اب عید کی نسبت کچھ بیان کرتا ہوں اوسکا بھی اسی حدیث سے تعلق ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری حصہ کو حضور نے فرمایا ہے کہ وہ دوزخ سے نجات ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دوزخ سے نجات جب ہی ہوتی ہے جبکہ اس سے پہلے رحمت اور گناہوں کی بخشش بھی ہو تو معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری حصہ میں رحمت بھی ہوتی ہے اور گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے نجات بھی اور قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور انکی رحمت کے ساتھ خوش ہو اس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر خوشی ہونی چاہئیے اور حدیث میں بھی ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشی ہیں ایک تو روزہ کہولنے کے وقت دوسرے جب اپنے رب سے ملاقات کریگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنے کا وقت خوشی کا وقت ہے اور روزہ کھولنا دو طرح پر ہے ایک تو چھوٹا جو کہ روزمرہ کے افطار کے وقت ہوتا ہے، دوسرا بڑا یہ وہ جو رمضان ختم ہونے پر روزہ کہولنے میں جس سے سب روزے پورے ہو جاتے ہیں پس اسپر جو خوشی ہوتی ہے اوسکا ہی نام عید ہے

(۱۴) ہمارے جاہل بھائیوں نے ایک نیا مسئلہ نکالا کہ عید کی رات میں کچھ نہیں کھاتے جب صبح ہو چکتی ہے تو کچھ کھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزہ کھول لو اس رسم کو میں اپنے بچپن کے زمانہ سے دیکھتا چلا آتا ہوں. تحقیق جو کیا تو اوسکی صرف اتنی اصل نکلی۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ عید کے روز صبح کو کچھ کھا لیا کرتے تھے اوسکے بعد نماز کو جاتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ آج روزہ نہیں ہے اس خوف سے کہ کبھی کوئی روزہ رکھ لے اور یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حد مقرر کر دی ہے کہ شروع مہینہ سے اوسکے اخیر تک روزہ رکھو اب اس حد سے بڑھنا درست نہیں۔ اسیوجہ سے رمضان سے ایک دن پہلے سے روزہ شروع کر دینا مکروہ ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۵) غرض یہ ہے کہ عید ایک ایسا زمانہ ہے جسمیں ہم کو خوشی کرنیکا حکم ہے مگر چونکہ یہ خوشی دین کی ہے اسلئے اسکو اوسی طریقہ سے کرنا چاہئیے جو دین نے سکھلایا ہے بات یہ ہے۔ کہ خوشی دو قسم کی ہوتی ہے ایک دنیا کی خوشی ہے دوسرے دین کی خوشی پس اگر ہم کوئی

دین کی خوشی کسی خاص طریقہ سے کرنا چاہیں تو ہم کو اپنی رائے سے طریقہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ شریعت نے بھی ہم کو اس طریقہ سے خوشی کرنے کی اجازت دی ہی یا نہیں ہاں اگر دنیا کی خوشی ہو تو البتہ اپنی رائے سے کر لینے میں کچھ حرج نہیں مگر جبتک کہ اوسمیں کوئی گناہ نہ ہو ورنہ وہ بھی درست نہیں۔ آجکل ہمارے بھائیوں نے ایک نئی فساد کی بات ہندوستان میں نکالی وہ یہ کہ انھوں نے کوشش کی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن بھی عید کرنی چاہیئے اور یہ خیال انکو اسوجہ سے ہوا کہ اونھوں نے دوسری قوموں کو دیکھا کہ وہ اپنے دین کے بزرگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ مگر سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت کی پیدائش کے دن کی خوشی کو دُنیا کی خوشی نہیں۔ ہے جو اپنی رائے سے کر لو۔ بلکہ یہ تو دین کی خوشی ہے پس اس خوشی کے لئے وہی طریقہ مقرر کر سکتے ہیں جسکی دین سے بھی اجازت ہو اپنی رائے سے کوئی طریقہ نہیں نکال سکتے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم سالگرہ کے طور پر اسدن خوشی کرتے ہیں جیسے اور دنیا کی خوشیاں کرتے ہیں تو میں کہونگا کہ ایسا کرنا تو حضور کے ساتھ بڑی سخت بے ادبی ہے صاحبو کیا حضور کو دُنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھ لیا ہے کہ اس خوشی کے لئے اس کمینی دنیا کا سامان کرتے ہو جیسے دنیا کے بادشاہوں کیلئے کیا کرتے ہیں۔ مجھے اس موقع پر ایک بزرگ کا قصہ یاد آیا کہ وہ جنگل میں رہتے تھے ایک کتیا پال رکھی تھی اتفاق سے ایک مرتبہ کتیا نے بچے دیئے تو آپ نے تمام شہر کے عزت دار لوگوں اور دنیاداروں کی دعوت کی لیکن ایک بزرگ شہر میں رہتے تھے اونکو نہیں بلایا۔ اون بزرگ نے بے تکلفی سے دوستانہ شکایت کی کہ میاں دعوت میں ہمیں نہیں بلایا۔ تو اون بزرگ نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ حضرت میرے یہاں کتیا نے بچے دیئے تھے اوسکی خوشی میں دنیا کے کتوں کی دعوت کی تھی اور یہ بڑی بے ادبی تھی کہ دُنیا کے کتوں کے ساتھ آپکی بھی دعوت کرتا۔ جس روز میرے اولاد ہوگی اور مجھکو خوشی ہوگی اُس دن آپکی دعوت کرونگا۔ اور ان کتوں میں سے ایک کو بھی نہ بلاؤنگا۔ غرض ہم جو برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرتے ہیں وہ برتاؤ بزرگوں کے ساتھ کرنا بے ادبی ہے تو پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر وہ برتاؤ کیا جاویگا تو یہ کیسے بے ادبی میں داخل نہ ہوگا اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی پیدائش کا دن دُنیا کی خوشی کیسے ہوگیا۔ سنئے اگر یہ دنیا کی خوشی ہوتی تو اسکی خوشی زمین ہی زمین پر ہوتی مگر نہیں حضور کی پیدائش کی خوشی تو زمین کیا معنی آسمان پر بھی ہوئی۔ جس روز حضور کی پیدائش ہوئی تو عرش و کرسی اور فرشتے سب کے سب خوش تھے پس یہ دنیا کی خوشی تو نہوئی یہ تو دینی خوشی ہوئی تو اسکو ہمیں ہر طرح سے شرع سے معلوم کرنا ضرور ہوا۔ اب ہم اون لوگوں سے دریافت کرتے ہیں جو اسدن کو عید بنانا چاہتے ہیں کہ کونسی آیت اور کونسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدن بھی عید کرنی چاہیئے اگر یہ شرع کی بات ہوتی تو صحابہ کو ضرور معلوم ہوتی کیونکہ وہ تو حضور کی صحبت میں رہے ہوئے تھے اون سے زیادہ اور کون مسئلے جان سکتا ہے اور حضور کی محبت اونکے برابر اور کسکے دلمیں ہوگی پھر کیا وجہ کہ یہ کسیکو نہیں سوجھا کسی کو خیال نہیں ہوا کہ اس دن عید کرنی چاہیئے۔ ہاں جن باتونکی حضور سے اجازت ہے اونکو ضرور کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنی پیدائش کے دن روزہ رکھا اور فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ میں اسمیں پیدا ہوا ہوں اسلئے ہم کو بھی اسدن روزہ رکھنا مناسب ہوا اور جسطرح کہ پیدائش کے دن اپنی طرف سے گھڑ کر خوشی کے طریقے نہ برتنے چاہئیں۔ اسیطرح وفات کے دن بھی اپنی طرف سے کوئی بات نہ نکالنی چاہیئے اگرچہ وہ دن بھی بزرگوں کی خوشی کا دن ہے اس سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ جو لوگوں نے بزرگوں کے عرس کا طریقہ نکال لیا ہے یہ نہایت ہی نامناسب ہے بلکہ یہ تو شرع کی حد سے گذر جاتا ہے۔ اسکی اصلیت فقط اتنی ہے کہ عرس کے معنی ہیں خوشی کے اور بزرگون کی وفات اونکے لئے بڑی خوشی کی چیز ہے کیونکہ وہ تو اس زندگی کی قید سے چھوٹ کر اپنے محبوب سے جا ملتے ہیں پھر انکو اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہوگی اسیوجہ سے انکی وفات کے دن کو عرس کہتے ہیں۔ اور گو دنیا میں بھی انکو محبوب کا وصال ہوتا ہے لیکن اوس وصال کو کہاں پہونچ سکتا ہی جو مرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے ان دونون میں بڑا فرق ہے یہاں تو حجاب کے ساتھ ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بے حجاب کے ہوگا اسلئے وہ اوسکی تمنائیں کرتے ہیں اور مرتے وقت بھی بہت اطمینان سے رہتے ہیں ایک نقشبندی خاندان کے بزرگ کا قصہ ہے۔ کہ انھوں نے وصیت کی تھی کہ جب میرا جنازہ لے چلو تو ایک شخص شعر پڑھتا ہوا ساتھ

۲۰

چلے کیوں صاحب بے اطمینانی میں کسیکو ایسی فرمائشوں کی سوجھ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ باتیں تو خوشی ہی میں سوجھتی ہیں۔ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا اور جنازہ لیچلے تو ایک مرید نے رنج کے غلبہ میں کچھ شعر پڑھے بس حضرت سلطان جی صاحب کا ہاتھ کفن کے اندر او نچا ہو گیا یہ خوشی کی حالت نہیں تو اور کیا ہے واقعی بزرگوں کو اسدن بڑی خوشی ہوتی ہے اور یہ کچھ اسوجہ سے نہیں کہ اونہیں حوروں اور جنت ہی کی ہوس ہوتی ہے بلکہ وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ اب محبوب کا دیدار نصیب ہوگا۔ حضرت ابن الفارضؒ کا قصہ لکہا ہے کہ جب ونکا انتقال ہونے لگا تو انہیں جنت نظر آئی آپ نے اسطرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ محبت میں اگر میرا مرتبہ آپ کے نزدیک اتنا ہی ہے جو مجھکو نظر آیا تو میرے دن بیکار گئے یعنی جان تو آپکے لئے دے رہا ہوں جنت کو کیا کروں آخر جنت چھپ گئی اور خدا تعالٰے کا نور نظر آیا۔ بس اسیوقت وفات ہو گئی۔ اکثر لوگ ان حالات کو سنکر تعجب کرینگے لیکن یہ تعجب اسوجہ سے ہے کہ خود اس سے محروم ہیں اسوجہ سے ان کو چاہیئے کہ ان باتوں کا انکار بھی نہ کریں غرضکہ بزرگوں کی وفات کا دن اونکے لئے خوشی کا دن تھا اب لوگوں نے انہیں ایسی خرابیاں پیدا کریں جسکی کچھ انتہا نہیں تمام بیاہ شادی کے سامان جمع کر دیئے اکثر جگہ رسم ہے کہ بزرگوں کی قبر پر مہندی چڑہاتے ہیں نوبت نقارہ رکھتے ہیں اسیطرح ستار باجے سب بیہودہ چیزیں جمع کر رکھی ہیں غریب مردہ پر تو بس چلتا نہیں قبر کی گت بنائی جاتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور عید میں تین چیزیں ضروری ہوتی ہیں ایک لوگوں کا جمع ہونا دوسرے خاص دن مقرر ہونا تیسرے خوشی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میری قبر پر کسی خاص دن خوشی کے سامان کے ساتھ جمع نہ ہونا ہاں اگر اتفاق سے کبھی جمع ہو جاویں اور یہ نیت نہ ہو تو حرج نہیں دوسرے یہ بات بھی ہے کہ حضرت کی وفات گو حضرت کے لئے خوشی کی بات ہے لیکن ہم کو تو اوس سے ایک طرح کا رنج ہی ہے تو پھر اسدن خوشی کیسی اور جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اسطرح جمع ہونا درست نہیں تو دوسروں کی قبر پر یہ جمع ہونا اور طرح طرح کی خوشیاں منانا کیسے درست

۲۱

ہوگا اور عجیب برکت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آجتک کوئی خاص دن جمع ہونے کیلئے مقرر نہیں ہوا خلاصہ یہ ہی کہ ہم کو حکم ہے کہ جب بڑا افطار کریں یعنی جب آخری روزہ کھولیں تو اُسدن عید کریں اور اسمیں یہ باتیں ہونی چاہئیں۔ ملاقات کریں۔ خوش ہوں۔ بہت سی خیرات کریں۔ سب اکٹھے ہوکر عید کا دوگانہ پڑہیں صاحبو غور تو کیجئے کہ خدا تعالے نے ہمارے خوش کرنے کا کیا اچھا طریقہ مقرر کیا کہ اوسمیں نماز کا حکم کیا۔ دل کھولکر خیرات کرنے کی فرمایش کی اور نماز بھی روزمرہ جیسی نہیں بلکہ اوسمیں تکبیریں اور زیادہ کردیں تاکہ عید کی نماز میں اور روزمرہ کی نماز میں ایک طرح کی پہچان ہوجاوے اور شریعت کی خوبی دیکھئے کہ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں ایک دین اور ایک طبیعت اور جیسے کہ طبیعت میں جوش پیدا ہوتا ہے اسیطرح دین میں بھی جوش پیدا ہوتا ہے پس اللہ تعالے نے دین کے جوش کا تو یہ انتظام کیا کہ نماز مقرر کردی اور طبیعت کے جوش کا یہ انتظام کیا کہ اسدن اچھے سے اچھا کپڑا پہننے کی اجازت دی دیکھئے شریعت کا کیسا پاکیزہ انتظام ہے افسوس اس شریعت کو لوگوں نے بھیانک صورت میں ظاہر کیا اور لوگونکو اس سے ڈرادیا کہ وہ اس سے دُور دُور رہنے لگے ورنہ وہ تو عجیب دل کے لبھانے والی چیز ہے یہ حکم تھے عید کے جو بیان ہوئے باقی اور حکم عید کے سو وہ بہت مرتبہ بیان ہوچکے ہیں جیسے چاند دیکھنے میں کوشش کرنا اور چاند کی خبروں کے ماننے میں احتیاط کرنا ہر جھوٹی سچی خبر پر دھیان نہ کرنا لیکن صدقۂ فطر کا اسوقت اتنا بیان کرتا ہوں کہ جسکے پاس پچاس روپے کا مال اپنی ضروری حاجت سے زیادہ ہو اوسپر صدقۂ فطر واجب ہے اپنی طرف سے بھی دے اور اپنے چھوٹے بال بچوں کی طرف سے بھی دے ہر ایک کی طرف سے پکی تول کے پونے دو سیر گیہوں محتاجوں اور فقیروں کو دیدے مگر ہاں جو کچھ دو وہ کسی کی تنخواہ کے حساب میں مت دیجیو اور اگر کسی کی تنخواہ تمہارے ذمہ چاہیئے تھی اور اوسمیں تم نے صدقۂ فطر دیدیا تو تمہارے ذمہ سے ادا نہوگا بلکہ صدقۂ فطر تم کو دوبارہ دینا پڑیگا۔ ہاں عید کے دن کی ایک خوبی اور یاد آئی حدیث میں آیا ہے کہ جب لوگ عیدگاہ میں جمع ہوچکتے ہیں تو اللہ تعالے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ جس مزدور نے اپنا کام اچھی طرح پورا کردیا ہو اوسکو کیا بدلا دینا چاہیئے۔

۲۲

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اوسکے بدلہ میں اوس مزدور کو پوری مزدوری دیدینی چاہئیے اللہ تعالےٰ اوسپر فرماتے ہیں اپنے جلال اور عزت کی قسم آج میں اونکو بخشے دیتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کی بات چیت بیان کرنیکے بعد فرمایا کہ بس لوگ بخشے بخشائے ہوئے لوٹکر آتے ہیں۔ تو اس حدیث کے سننے کے بعد اب لوگونکو سوچنا چاہیئے کہ عیدگاہ میں کیسی صورت بناکر جانا چاہیئے۔ ایسی صورت سے جانا چاہیئے کہ اس مہربانی کے لائق تو ہوں۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ صورت بھی گناہگاروں کی بناکر جاتے ہیں جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں یا کترواتے ہیں اونہیں ضرور چاہیئے کہ آج ہی سے اس سے توبہ کریں ہمیشہ کے لئے نہو سکے تو عید بقرعید کے گذرنے تک تو اس سے بچے رہیں کہ ان وقتوں میں بڑی حاضری ہوتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر ڈاڑھی نہ منڈوائی جائے تو کوئی نقصان بھی تو نہیں اور منڈوانے سے کوئی نفع بھی تو نہیں ہوتا پھر اس بے لذت گناہ سے کیا فائدہ فضول خدا کے سامنے ذلیل بھی ہوئے دنیا میں کچھ مزہ تک بھی نہ آیا۔ اسیطرح بعض لوگ ریشمی لباس پہنکر عیدگاہ میں جاتے ہیں اون لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ اونکی نماز قبول نہیں ہوتی ریشمی لباس نہ خود پہنو اور نہ اپنے لڑکونکو پہناؤ صاحبو کیا کسی بادشاہ کے دربار میں جاتے ہوئے کوئی شخص اپنے کو باغیوں کے کپڑوں سے سجاکر جائیگا اور کیا باغیوں کی شکل بناکر جائیگا ہرگز نہیں پھر کیا خدا کی بڑائی دنیا کے بادشاہوں کے برابر نہیں اسکو سوچو اور خدا تعالےٰ کے عذاب کو نظروں کے سامنے رکھو اور ان سب خرافات کو چھوڑ دو۔ اب خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ عمل کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

۲۳

سلسلہ تسہیل المواعظ کا نوان وعظ مسمےٰ بہ صوم اور عید کی تکمیل ختم ہوا۔

اب انشاء اللہ تعالےٰ دسوان وعظ ذی الحجہ کے پرچہ سے شروع ہوگا۔

(مدیر)

درخواست دُعا
و
سعی

ناظرین الہادی سے درخواست ہے کہ اسکی اشاعت کیواسطے سعی فرمائیں یعنی ایک تو دعا فرمائیں کہ حق تعالے اسکی اشاعت بڑھادیں۔

اور جن حضرات سے ہو سکے اور مناسب سمجھیں تو دوسرے حضرات کو ترغیب دیکر خریدار بناویں کیونکہ اسوقت تک صرف ۲۵۲ تعداد ہے کم ازکم ۵۰۰ تو ہوجاوے۔

یہ درخواست اونہیں حضرات سے ہی جو بخوشی کرسکیں۔ ورنہ دعا کی درخواست تمام حضرات سے ہے ؎

(مدیر)

جب آپ بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمرؓ نے پہلے عثمانؓ کو اور پھر حضرت ابوبکرؓ کو آپ سے نکاح کرنیکے لئے کہا مگر ان دونوں نے انکار کیا اسکے بعد آپ کا نکاح رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہوا حضرت عمرؓ کا خود حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو کہنا بتاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کسقدر مشکلات تہیں۔

اسکے بعد ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس پہلے گروہ میں شامل تھیں جو سب سے اول کفار کے ظلم سے تنگ آ کر حبش کو ہجرت کر گیا ام سلمۃ کے خاوند کی موت کا موجب ایک زخم ہوا جو انکو ایک لڑائی میں لگا تہا

ام سلمۃ کے بعد ام حبیبہؓ سے آپ کا نکاح کیا یہ قریش کے مشہور سردار ابو سفیان کی لڑکی تہیں آپ مع اپنے خاوند کے اس دوسرے گروہ میں شامل تھیں جو ہجرت کرکے حبش کو چلا گیا تہا وہاں انکا خاوند عیسائی ہوگیا اور تھوڑے روز بعد مر گیا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

۵۲

اسکے بعد آپ کا نکاح ام المومنین زینب بنت جحش سے ہوا ان کو زید بن حارثہ نے بوجہ نا اتفاقی طلاق دیدی تھی اسکے بعد آنحضرت صلعم کے نکاح میں آئیں۔

اسکے بعد ام المومنین زینب بنت خزیمہ سے نکاح ہوا جو ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں آپ کا خاوند اُحد کی جنگ میں شہید ہوگیا تہا آپ خود بھی نکاح سے دو تین ماہ بعد ہی حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو فوت ہوگئیں۔

ام المومنین میمونۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بھی مہاجرات میں سے تھیں اور بیوہ ہونیکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

اب اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جسقدر عورتیں آپکی ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں وہ سب کی سب ایسی تہیں جو ابتدا ہی میں مسلمان ہوئی تہیں اور آخر کفار کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھا کر جلاوطنی اختیار کرکے دوسرے ملکوں میں انہوں نے پناہ لی اور وہ سب کی سب قریش کے شریف خاندانوں سے تہیں ایک طرف تو وہ اپنے گھر بار کو چھوڑ چکی تھیں اور اپنی جائداد اور آسایش کو قربان کرکے صرف

دین کی خاطر جلاوطنی قبول کی تھی اب دوسری مصیبت یہ آپڑی کہ انکے خاوند جو محنت
ومشقت کرکے انکو کھلاتے تھے وہ بھی مر گئے یا جنگوں میں شہید ہو گئے اس بیکسی کی
حالت میں انکی تکالیف کا اندازہ کون کر سکتا ہے کیا جائز تہا کہ ان عورتوں کو کفار کیطرف
واپس بہیجدیا جاتا تاکہ وہ طرح طرح کے دُکھہ دیکر انکو مار ڈالتے یا کیا درست تہا کہ ان کو
بغیر خبر گیری کے چھوڑ دیا جاتا تاکہ وہ خستہ حال ہو کر تباہ ہو جائیں نہیں نہیں اسلام یہ
نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے مذہب اور دین کی خاطر طرح طرح کے دُکھ اٹہائے
تھے یوں ذلت اور کس مپرسی کی حالت میں تباہ ہونے کیلئے چھوڑ دیا جاتا یا خود اپنے
ہاتھوں سے دشمنوں کے حوالہ کر دیا جاتا تاکہ جو ظلم چاہیں انپر کریں اس بیکسی کی حالت پر
رحم کہاکر ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکو اپنی ازواج مطہرات
ہونے کا شرف بخشا تاکہ جس عزت کو انہوں نے گھر بار چھوڑ کر دین کی خاطر چھوڑا تہا اس
سے بھی دہ چند عزت انکو اس دنیا میں دیجاوے۔

۵۴

ام المومنین جویریہ اور ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالے عنہما ان عورتوں میں سے
تھیں جو قوم کے سرداروں کی لڑکیاں تہیں اور جنگوں میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے
قبضہ میں آئیں ان میں سے سابق الذکر ایک کافر کی بیوی تھیں جو لڑائی میں مارا گیا۔

مال غنیمت میں وہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں ثابت نے بہت سا روپیہ
رہا کرنیکے معاوضہ میں ان سے مانگا جسے وہ دے نہ سکتی تھیں چنانچہ آپ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور سارا قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
روبرو بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں اپنے قوم کے سردار کی لڑکی ہوں پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ اپنی قوم میں واپس جائے تاکوئی اور
فساد نہ ہو اور خود روپیہ دیکر آپ نے اسنے نکاح کر لیا کیونکہ عربوں کی غیرت یہ برداشت
نہ کر سکتی تھی کہ ایک رئیس کی لڑکی ہو کر کسی کم درجہ کے آدمی کے نکاح میں جاوے۔

ام المومنین صفیہ خیبر کی لڑائی میں ہاتھ آئی تھیں پہلے دحیہ نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ قیدی عورتوں میں سے ایک مجھے دیجائے جسپر آپ نے

اسکو کہا کہ جسے چاہے لیلو انھوں نے صفیہ کو چنا مگر لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ ایک سردار کی لڑکی ہے اور مناسب نہیں کہ آپ کے سوا وہ کسی دوسرے کے قبضہ میں آئے یا نکاح کرے اسپر آپ نے ان سے نکاح کیا۔

ان آخری دونوں نکاحوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض یہ تھی کہ ایک تعلق سے وہ کل کی کل قوم فساد سے رک جاوے اور اسیطرح پر وہ قومیں جنگی عمریں جنگوں میں گذرتی ہیں ایک ہو جائیں۔ یہ امر کہ اس ذریعہ سے آپ نے پوری پوری کامیابی حاصل کی ایسا بدیہی اور صاف ہے کہ جسکے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔

نکاح میں تعیین مہر کا راز

(۱) نکاح میں یہ بات متعین ہوئی کہ مہر مقرر کیا جائے تاکہ خاوند کو اس نظم و تعلق کے توڑنے میں مال کے نقصان کا خطرہ لگا رہے اور بلا ایسی ضرورت کے جسکے بغیر اسکو چارہ نہ ہو اسپر جرأت نہ کر سکے پس مہر کے مقرر کرنے میں ایک قسم کی پائداری ہے۔

(۲) نکاح کی عظمت بغیر مال کے جو کہ شرمگاہ کا بدلہ ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کو جسقدر مال کی حرص ہے اور کسی چیز کی نہیں ہے لہذا اسی کے صرف کرنے سے ایک چیز کا اہتم بالشان ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور اسکے اہتم بالشان ہونیسے اولیاء کی آنکھیں اس شخص کو اپنے لخت جگر کے مالک ہوتے ہوئے دیکھنے سے ٹھنڈی ہو سکتی ہیں۔

(۳) مہر کے سبب سے نکاح و زنا میں امتیاز ہو جاتا ہے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ یعنی بذریعہ اپنے مالوں کے تم اپنی عصمت کی حفاظت کرنیوالے بنو اور صرف مستی نکالنے والے نہ بنو یہی وجہ ہے کہ رسوم سلف میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا۔

تعیین ولیمہ کی وجہ

ولیمہ یعنی نکاح کے بعد جو عام لوگوں کو روٹی کھلائی جاتی ہے اسکے تقرر میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔

(۱) اس سے نکاح کی اور اس بات کی اشاعت اور شہرت ہوتی ہے کہ بیوی سے دخول کرنا چاہتا ہے یہ اشاعت ضروری ہے تاکہ نسب میں کسی کو وہم کرنیکی بھی گنجائش نہو اور نکاح و زنا میں تمیز بادی الرائے میں معلوم ہو جاوے اور لوگوں کے سامنے اس عورت کے ساتھ جائز تعلق متحقق ہو جاوے۔

(۲) اس سے بیوی اور اسکے کنبے کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک پایا جاتا ہے کیونکہ اس کے لئے مال کا خرچ کرنا اور لوگوں کا اسکے لئے جمع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خاوند کے نزدیک بیوی کی وقعت اور عزت ہے اور میاں بیوی کے مابین اس قسم کے امور الفت قائم کرتے ہیں خاصکر انکے اول اجتماع میں ضروری ہوتے ہیں۔ ۵۶

(۳) ایک جدید نعمت کا حاصل ہونا اظہار شکر و سرور و خوشی کا سبب ہے اور مال کے خرچ کرنے پر آدمی کو آمادہ کرتا ہے اور اس خواہش کی پیروی کرنے سے سخاوت کی عادت و خصلت پیدا ہوتی اور بخل کی عادت جاتی رہتی ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے فوائد ہیں سو چونکہ سیاست مدینہ و منزلیہ و تہذیب نسل و احسان کے متعلق کافی فوائد اور مصالح ولیمہ میں مودع ہیں اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف رغبت اور حرص دلائی اور خود بھی اسکو عمل میں لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کی بھی کوئی حد مقرر نہیں کی مگر اوسط درجہ کی حد بکری ہے اور آپ نے حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں لوگونکو مالیدہ کھلایا تہا اور آپ نے بعض اپنی بیویوں کا ولیمہ دو مُد جو سے بھی کیا ہے اور فرمایا اذا دعی احدکم الی الولیمۃ فلیاتہا ترجمہ یعنی جب تم میں سے کسیکو ولیمہ کی مسنون دعوت میں بلایا جاوے تو چلا آوے۔

نکاح میں تقرر گواہ و اعلان کیوجہ

سب انبیاء و ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ نکاح کو شہرت دیجائے تاکہ حاضرین کے سامنے اسمیں اور زنا میں تمیز ہو جاوے لہذا گواہ بھی مقرر ہوئے اور مزید شہرت کیلئے مناسب ہے کہ ولیمہ کیا جاوے اور لوگونکو اسمیں دعوت دیجاوے اسکا اظہار کیا جاوے کہ دوسرے لوگوں کو بھی خبر ہو جاوے اور بعد میں کوئی خرابی پیدا نہو۔

تعیین عقیقہ اور بچہ کا سر منڈانیکی وجہ

اہل عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں تھیں جنکا رجوع مصلحت ملیہ اور مدنیہ اور نفسیہ کیطرف تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکو برقرار رکھا خود بھی اسپر عمل کیا اور اوروں کو بھی اسکی ترغیب دی۔

(۱) منجملہ اُن مصلحتوں کے ایک یہ ہے کہ عقیقہ میں اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔ ۵۷

(۲) ازانجملہ سخاوت کے معنی اسمیں پائے جاتے ہیں۔

(۳) ازانجملہ ایک یہ ہے کہ نصاریٰ میں جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا تھا تو زرد پانی سے رنگا کرتے تھے اور اسکو عمودیہ کہتے تھے یعنی تبسیمہ اور انکا قول تھا کہ اسکے سبب سے وہ بچہ نصرانی ہو جاتا ہے اسی کی مشاکلت کے طور پر اللہ پاک نے فرمایا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ پس مناسب معلوم ہوا کہ ملت حنیفہ یعنی دین محمدی میں بھی انکے اس فعل کے مقابلہ میں کوئی ایسا فعل پایا جاوے جس فعل سے اس فرزند کا حنیفی اور ملت ابراہیمی و اسمٰعیلی کا تابع ہونا معلوم ہو سو جسقدر افعال حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مختص تھے اور انکی اولاد میں چلے آتے تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذبح کرنے پر آمادہ ہونا اور پھر خدا تعالےٰ کا اسکے

فدیہ میں ذبح عظیم کے ساتھ انعام کرتا ہے اور ان دونوں کے شرائع میں سے زیادہ مشہور حج ہے جسکے اندر سر منڈانا اور ذبح کرنا ہوتا ہے پس ان باتوں میں انکے ساتھ مشابہت پیدا کرنا ملت حنیفی پر آگاہ کرنا اور اس بات سے اطلاع دینا ہوتا ہے کہ اس فرزند کیساتھ اس ملت کا برتاؤ کیا گیا۔

ساتوین روز تعیین عقیقہ اور نام رکھنے کا سبب

عقیقہ میں ساتوین روز کی تخصیص اسلئے ہے کہ ولادت و عقیقہ میں کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے کیونکہ سب کنبہ اس زچہ و بچہ کی خبر گیری میں اول مصروف رہتے ہیں پس ایسے وقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ انکو عقیقہ کا حکم دیکر انکا شغل اور زیادہ کیا جائے اور نیز بہت سے لوگوں کو اسیوقت بکرے دستیاب نہیں ہو سکتے بلکہ تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے اگر پہلے ہی روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو دقت ہو لہذا سات روز کا فاصلہ ایک کافی اور معتدبہ مدت ہے اور ساتوین روز نام رکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اس سے پہلے لڑکے کا نام رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ بلکہ نام رکھنے میں بھی مہلت چاہیئے تاکہ خوب غور و تدبر کرکے اچھا نام رکھا جائے ایسا نہو کہ عجلت کے سبب کوئی خراب نام مقرر کر دیں۔

۵۸

بچے کے سر کے بالوں کے برابر چاندی تصدق کرنیکا راز

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت حسنؓ کے متعلق فرمایا کہ اے فاطمہؓ اسکے سر کے بالونکو منڈوا دو اور ہموزن اسکے بالوں کے چاندی خیرات کر دو چاندی کے خیرات کرنے میں یہ سبب ہے کہ بچہ کا حالت جنینیت سے منتقل ہوکر طفلیت کی طرف آنا خدا تعالے کی نعمت ہے تو اسپر شکر واجب ہے اور بہترین شکر یہ ہے کہ اسکے بدلہ میں کچھ دیا جاوے اور جنین کے بال جنینیت کے نشان کا بقیہ تھے ان کا دور ہونا طفلیت کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے اسلئے واجب ہوا کہ

اسکے بدلہ میں چاندی دیجاوے اور چاندی کی خصوصیت یہ ہے کہ سونا گراں ہے بجز امراء کے اور کسی کو دستیاب نہیں ہوتا اور چیزیں کم قیمت بہت ہیں چاندی اوسط ہے۔

لڑکے کا عقیقہ دو بکرے سے اور لڑکی کا عقیقہ ایک سے ہونیکی وجہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ ترجمہ یعنی لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں دینی چاہیئے اسکا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک بہ نسبت لڑکیوں کے لڑکوں کا نفع زیادہ تر ہے لہذا دو کا ذبح کرنا زیادتی اور اسکی عظمت کے مناسب ہے حضرت ابن قیم اسکے بارہ میں لکھتے ہیں اما التفضیل فیہا تابع لشرف الذکر وما میزہ اللہ تعالی بہ علے الانثی ولما کانت النعمۃ بہ علے لوالد اتم والسرور والفرحۃ بہ اکمل کان الشکر علیہ اکثر فانہ کلما کثرت النعمۃ کان شکرہا اکثر ترجمہ یعنی لڑکے کیلئے دو سے اور لڑکی کیلئے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کو لڑکی پر فضیلت ہے اور جب لڑکے کے وجود سے والد پر تمام و کمال نعمت اور سرور و خوشی زیادہ ہوتی ہے تو اسپر مزید شکر واجب ہے کیونکہ جب زیادہ نعمت ملی تو زیادہ شکر کرنا لازم آتا ہے۔

عورت کے نکاح میں اجازت ولی کی حکمت

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں لا نکاح الا بولی ترجمہ یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نکاح میں عورتوں کو حکم کرنا روا نہیں ہے کیونکہ وہ ناقصات العقل ہوتی ہیں اور انکے فکر ناقص ہوتے ہیں اس لئے بسا اوقات مصلحت کیطرف انکو راہبری نہ ہوسکے گی۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ غالباً وہ حسب کی حفاظت نہ کرینگی اور بسا اوقات انکو غیر کفو کیطرف رغبت پیدا ہوسکتی ہے اور اسمیں قوم کی عار ہے پس ضروری ہوا کہ ولی کو اس باب میں کچھ دخل دیا جاوے تاکہ یہ مفسدہ بند ہو۔

۵۹

(۳) لوگوں کا عام طریق یہ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہوتے ہیں اور تمام بندوبست انہی کے متعلق ہوتا ہے اور سارے خرچ مردوں ہی کے متعلق ہوا کرتے ہیں اور عورتیں انکی مقید ہوتی ہیں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض۔ ترجمہ یعنی مرد عورتوں پر قوام ہیں اسلئے کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے

(۴) نکاح کے اندر ولی کی شرط مقرر ہونے میں اولیاء کی عزت و حرمت ہے اور عورتوں کو اپنا نکاح خود بخود کرنے میں بے عزتی ہے جسکا مدار بیحیائی پر ہے۔ اور اسمیں اولیاء کی مخالفت اور انکی بے قدری ہے۔

(۵) یہ بات واجبات سے ہے کہ نکاح کو زنا کے ساتھ شہرت سے امتیاز ہو اور شہرت کی بہتر صورت یہ ہے کہ عورت کے اولیاء نکاح میں موجود ہوں البتہ کسی صورت میں ولی کا ہونا مستحب اور کسی صورت میں شرط ہے تفصیل کے لئے فقہ کا فن ہے۔

۶۰ مرد پر بعض اہل قرابت عورتوں کے حرام ہونیکی وجہ

(۱) سلامت مزاج کا یہ اقتضاء ہے کہ آدمی کو اس عورت کی جانب رغبت نہ ہو جس سے وہ خود پیدا ہوا ہے یا اس سے وہ عورت پیدا ہوئی ہے یا وہ دونوں ایسے ہیں جیسے ایک باغ کی دو شاخیں یعنی بھائی بہن۔

(۲) جب اقارب خود ایسی قرابت والی عورات سے نکاح کر لیا کرتے تو کوئی شخص عورتوں کی طرف سے ان اقارب سے حقوق زوجیت کا مطالبہ کرنیوالا نہ ہوتا باوجودیکہ عورتوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف سے حقوق زوجیت کا مطالبہ کرنیوالا ہو اور ایسا ارتباط جسمیں یہ دونوں وصف پائے جاویں یعنی رغبت نہ ہونا اور کسیکا اس سے مطالبہ نہ کر سکنا طبعی طور پر مرد اور اسکے ماں بہن بیٹی پھوپھی خالہ بھتیجی بھانجی میں واقع ہوا ہے۔ پس یہ سب حرام ہوئیں۔

(باقی آیندہ)

یعنی ہمارے خاص بندے ہماری مدد توفیق سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور اکڑ کر نہیں
چلتے پس جب رفتار میں بھی تکبر کو حق سبحانہ پسند نہیں کرتے تو طاعات میں کیونکر پسند
کرینگے غور تو کرو کہ جو شخص محتاط ہو اور پاؤنین جوتے نہوں بلکہ ننگے پاؤں ہوں اور جنگل
کانٹوں سے پر ہو پس کیا ایسا شخص اس حالت میں بلا سوچے ایک قدم بھی رکھہ سکتا ہے۔
ہرگز نہیں پس تم کیسی بیفکری کے ساتھ صحرائے امتحان میں چلے جارہے ہو خیر۔
تو قضا اسنے وہ کہہ رہی تھی جو ہم اوپر بتلا چکے ہیں لیکن انکے کانوں پر اونکی مستی نے
پردہ ڈال رکھا تھا کہ وہ مستی کے سبب اوسکو نہ سنتے تھے واقعی بات یہ ہے کہ جبتک
آدمی فنا نہیں ہو جاتا اسوقت تک علی تفاوت الاحوال کان بھی بند ہوتے ہیں۔ اور
آنکھیں بھی نہ وہ بہتری کو سن سکتا ہے نہ دیکھہ سکتا ہے ہاں جب فنائے تام
حاصل ہو جاتی ہے اوسوقت کان بھی پورے طور پر کھل جاتے ہیں اور آنکھیں بھی
اور آنکھوں کا کھول دینا حقیقۃً حق سبحانہ ہی کے قبضہ میں ہے جب وہ چاہتے ہیں
اسیوقت آنکھیں کھلتی ہیں لیکن اوس نے اپنی مشیت کیلئے بعض اسباب عادیہ مقرر
فرما دیئے ہیں کہ جب اونکا وجود ہوتا ہے تو آنکھہ کھولنے کے ساتھ مشیت بھی
متعلق ہو جاتی ہے اور وہ سبب عشق و محبت حق سبحانہ ہے پھر عشق و محبت آتش خشم
کو فرو کر کے رحمت کو متوجہ کرتے ہیں اور وہ رحمت آنکھیں کھولدیتی ہے اور عشق و محبت
بھی بتوفیق حق سبحانہ ہی حاصل ہوتے ہیں اگر توفیق حق سبحانہ نہو تو محض کوشش تو
دردسری ہی ہے اگر سینکڑوں کہلیا نوکے برابر بھی ہو تب بھی باجرہ کے ایک دانہ کے
برابر ہے خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق کے نہو اور حق سبحانہ سب کو توفیق عطا
فرما دیں اور خدا ہی خوب صواب کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہی صواب ہے
جسکو توفیق دیتا ہے وہ بھی حکمت ہے اور جسکو نہیں دیتا اوسمیں بھی حکمت ہے۔
(تنبیہہ) یاد رکھو کہ مولانا نے عجب کو نہایت مضر تبلایا ہے اور عجب کبھی تو اپنی طاعات
پر ہوتا ہے اور کبھی طاعات پر تو نہیں ہوتا مگر اس عجب نہ ہونے پر عجب ہوتا ہے یعنی
یہ عجب ہوتا ہے کہ ہم میں عجب نہیں۔ وھلم جراہ۔ اور ہر اوپر درجہ کا عجب نیچے والے

۴۹

عجب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اوپر والے عجب کا احساس مشکل سے ہوتا ہے لہذا وہ زیادہ خطرناک ہے۔

شرح شبیری

ہاروت و ماروت کا بشریت کی تمنا کرنا اور حق تعالے کی غیرت

پس ز مستیہا بگفتند اے دریغ — بر زمین باران بدادیے چو میغ

۵۰

یعنی وہ مستیوں کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ کاش ہم زمین پر بارش (انصاف) بادل کیطرح برساتے مطلب یہ کہ وہ اسکی خواہش کیا کرتے تھے کہ ہم دنیا میں اگر ہوتے تو خوب انصاف کرتے اور بنی آدم کیطرح جور و ظلم نہ کرتے اس تمنا کے ضمن میں وہ بنی آدم کو ذلیل بھی سمجھتے تھے انکو ظالم اپنے کو منصف قرار دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ

گستریدیے درین بیداد جا — عدل و انصاف و عبادات و وفا

یعنی اس بیداد کی جگہ میں ہم عدل اور انصاف اور عبادتوں اور وفا کو بچھاتے یعنی اگر ہم دنیا میں ہوتے تو یہ کام کرتے اور حق تعالے کی خوب عبادت کرتے غرضکہ وہ اسی گھمنڈ میں تھے اور بنی آدم کو ذلیل اور ظالم کہا کرتے تھے۔

این بگفتند و قضا می گفت بیست — پیش پاتان دام ناپیدا بسیست

یعنی وہ تو یہ کہا کرتے تھے اور قضا کہتی تھی کہ ذرا ٹھہرو تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے پوشیدہ جال ہیں یعنی اس راہ میں بہت سے امتحانات ہیں جنسے کہ ابھی بے خبر ہو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ہین مرو گستاخ در دشت بلا ہین مرو کورانہ اندر کربلا

یعنی ارے دشت بلا میں گستاخانہ مت چل اور کربلا میں اندھوں کیطرح مت چل۔ دشت بلا اور کربلا سے مراد امتحانات اور راہ سلوک ہے مطلب یہ کہ بے خوف اور گستاخ ہوکر اس راہ کو قطع مت کر۔

کہ ز موئے و استخوان ہالکان می نیابد راہ پائے سالکان

یعنی ہالکین کے بالوں اور ہڈیوں کی وجہ سے چلنے والوں کا پاؤں راہ نہیں پاتا استخوان و موئے ہالک سے مراد امتحانات و عبرتیں ہیں یعنی اس راہ میں اسقدر امتحان اور عبرت ہیں کہ کہیں چلنے کو راستہ نہیں ملتا قدم قدم پر امتحانات موجود ہیں۔

۵۱

جملہ رہ استخوان و موئے و پے بسکہ تیغ قہر لاشئے کرد شئے

یعنی تمام راہ میں ہڈیاں اور بال اور پاؤں ہی ہیں اور تیغ قہر نے بہت سی شئے کو لاشئے کردیا یعنی بہت سے موجودات کو معدوم کردیا ہے اور اونکے نشانات آج عبرت اور امتحانات کیلئے موجود ہیں لہذا ذرا سنبھلکر چلنا چاہیئے آگے اسکی تائید فرماتے ہیں کہ

گفت حق کہ بندگان جفت عون بر زمین آہستہ می رانند ہون

یعنی حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندے کہ منصور من الحق ہیں وہ زمین پر آہستہ اور ہونا چلتے ہیں تو جب وہ اسقدر آہستہ اور سنبھلکر چلتے ہیں جنکی بابت کہ قرآن شریف میں ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا تو پھر جو لوگ کہ ابھی اس راہ

ہیں شروع ہی میں قدم رکھہ رہے ہیں اونکو توکسقدر احتیاط کی ضرورت ہوگی۔

پا برہنہ چون رود در خارزار جز بہ میل و فکرت پرہیزگار

یعنی پرہیزگار پا برہنہ خارزار میں بغیر آہستگی اور فکر کے کب چلیگا مطلب یہ کہ جب بندگان خدا ہروقت سنبہلکر چلتے ہیں تو اگر وہ خارزار میں ہوں اور برہنہ پا ہوں توپھر تو کیوں سنبھل کر نہ چلیں گے پس چاہیئے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو اور اپنے تقوی وطہارت کو کچھ نہ سمجھے بلکہ ہروقت حق تعالے سے ڈرتا رہے اب یہاں ایک اور باریک بات ہے کہ بعض لوگ جوکہ استغفار کرتے رہتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ہم تو ڈرتے رہتے ہیں تو یہ بھی غرہ ہے اس سے ڈرتے ہی رہیں پھر جو لوگ کہ اس سے ڈریں گے وہ بھی بفکر ہوں وہلم جرا بس خلاصہ یہ ہے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو بلکہ ہروقت حق تعالے سے استغفار کرتا رہے اور خود اس استغفار پر استغفار کرے جہانتک ہوسکے ہروقت خوف میں رہے کسی وقت بھی مغرور نہ ہو کہ یہ بہت بڑا حجاب ہے ان ہاروت و ماروت کو یہی تو پیش آیا کہ انہوں نے کہا کہ یا الٰہی جس طرح انسان آپکی نافرمانی کرتا ہے ہم کبھی نہ کریں تو ارشاد ہوا کہ تمہارے نفس نہیں ہے اسلئے نہ کروگے تو بولے کہ اگر آپ ہمارے نفس بھی رکھہ دیں تب بہی ہم نہ کرینگے اسلئے کہ انکو غرہ تہا بس پھر امتحان ہوا اور نفس رکھا گیا۔ آخر ناکامیاب ہوئے نعوذ باللہ۔

۵۲

این قضا میگفت لیکن گوش شان بستہ بود اندر حجاب جوش شان

یعنی قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اونکے کان اونکے حجاب کے جوش میں بند ہو رہے تھے وہ جو انکو جوش تقوی تھا اوسمیں اندہے ہو رہے تھے کہیں کی خبر نہ تھی مولانا فرماتے ہیں کہ۔

چشمہا و گوشہا را بستہ اند جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند

یعنی آنکھوں کو اور کانوں کو انہوں نے بند کر رکھا ہے سوائے اونکے جو اپنے سے

چھوٹے ہوئے ہیں مطلب یہ کہ جو لوگ کہ درجۂ فنا حاصل کر چکے ہیں وہ تو مستثنےٰ ہیں ورنہ اور تو سب اپنے گوش و چشم کو بند کئے ہوئے ہیں۔

جز عنایت کہ کشاید چشم را　جز محبت کہ نشاید خشم را

یعنی عنایت کے سوا اور کون آنکھ کو کھول سکتا ہے اور سوائے محبت کے غصہ کو کون بٹھا سکتا ہے لہذا ہر وقت عنایت اور حب حق کے طالب ہو کہ اسی سے کام بنے گا۔

جہد بے توفیق جان کندن بود　زار زنے کم گرچہ صد خرمن بود

یعنی بے توفیق (حق) کے کوشش جان کندن ہوتا ہے اور ارزنی سے بھی کم ہوتی ہے اگرچہ سو خرمن ہو۔ مطلب یہ کہ جب توفیق حق نہ ہو تو کتنی ہی کوشش کرو سب بیکار ہوتی ہے لہذا حق تعالےٰ سے توفیق کی درخواست کرو آگے مولانا دعا فرماتے ہیں کہ۔

۵۳

جہد بے توفیق خود کس را مباد　در جہان واللہ اعلم بالسداد

یعنی خدا کرے جہد بے توفیق تو عالم میں کسیکو نہ ہو واللہ اعلم بالصواب اور یہ تجربہ ہے کہ اگر انسان کام شروع کرے اور نیت خالص حق تعالےٰ کیلئے ہو تو پھر توفیق ہو ہی جاتی ہے انشاء اللہ۔ آگے فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو روکنے کیلئے تدبیر کرنیکا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو چونکہ وہ ایک بے دینی کا کام کر رہا تھا اسلئے اوسکو توفیق نہ تھی لہذا کامیاب نہ ہوسکا اسیطرح اگر سالک کو اوسکے کام میں توفیق حق نہ ہو تو اوسکے ناکام رہنے کا بھی خوف ہے۔

شرح حبیبی

جہد فرعونے چو بے توفیق بود　ہر چہ او مید وخت آن تفتیق بود

از منجم بود در حکمش ہزار — وز معبر بود و ساحر بیشمار

مقدم موسےٰ نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و ملکش را خراب

با معبر گفت و با اہل نجوم — چون بود دفع خیال خواب شوم

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہ زادن را چو رہزن برزنیم

تا رسید آن شب کہ مولد بود آن — راے آن دیدند آن فرعونیان

۵۴ کہ برون آرند آن روز از پگاہ — سوئے میدان بزم و تخت پادشاہ

پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادیہا کنند از ہر کنار

الصلا اے جملہ اسرائیلیان — شاہ میخواند شمارا زان مکان

تا شمارا رو نماید بے نقاب — بر شما احسان کند بہر ثواب

کان اسیرانرا بجز دوری نبود — دیدن فرعون دستورے نبود

گر فتادندے برہ در پیش او — بہر آن یاسہ بخفتندے برو

یا سر آن بُد کہ نہ بیند ہیچ اسیر
در گہ و بیگہ لقائے آن امیر

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود
تا نہ بیند رو بدیوارے کند

ور ببیند روئے آن مجرم شود
آنچہ بدتر بر سر او آن رود

بود شان حرص لقائے ممتنع
کہ حریص است آدمے فیما منع

شد منادی در محلہا روان
بانگ میزد کو بکو شادی کنان

کاے اسیران سوئے میدان کہ روید
کز شہنشاہ دیدن وجودست امید ۵۵

چون شنیدند آن مژدہ اسرائیلیان
تشنگان بودند و بس مشتاق آن

زین خبر گشتند جملہ شادمان
راہ میدان بر گرفتند آن زمان

حیلہ را خوردند آن سوتافتند
خویشتن را بہر جلوہ ساختند

تارود آنجا بہ بیند یار او
تا چہ خاصیت دہد دیدار او

از غرض غافل بدند و بیخبر
وز طمع رفتند بیرون سر بسر

ہمچنان کان جا مغول حیلہ دان — گفت میجویم کسے از مصریان

مصریان را جمع آرید این طرف — تا در آرم آنکہ می جویم بکف

ہر کجا بد مصرئے جمع آمدند — گردن ایشان بدان حیلہ زدند

شومیٔ آنکہ سوئے بانگ نماز — داعی اللہ را بزدندے نیاز

دعوت مکار شان اندر کشید — الحذر از مکر شیطان اے رشید

۵۶ بانگ درویشان و محتاجان نیوش — تا نگیرد بانگ محتالیت گوش

گر گدایان طامع اند و زشت خو — در شکم خواران تو صاحبدلے بجو

در تگ دریا گہر با سنگہاست — فخرہا اندر میان ننگہاست

پس بجوشیدند اسرائیلیان — از بگہ تا جانب میدان دوان

چون بحیلت شان بمیدان برد او — روئے خود بنمودشان بس تازہ رو

کرد دلداری و بخششہا بداد — ہم عطا ہم وعدہا کرد آن قباد

(باقی آئندہ)

بسند ضعیف والمعروف انه من قول سعید بن المسیب رواه ابن ابی شیبة فی المصنف وفیه رجل لم یسم **ف** فیه کذب دعوی الباطن اذا خالفه الظاهر۔

الحدیث حدیث النهی عن صلوٰة الحاقن الی قوله ومن حدیث عائشةؓ لا صلوٰة بحضرة طعام ولا هو یدافعه الاخبثان **ف** فیه اصل ما علیه اهل الطریق من قطع الاسباب المشوشة

الحدیث حدیث ان ابا طلحة صلی فی حائط له فیه شجر فاعجبه دبسی طائر فی الشجر الحدیث فی سهوه فی الصلوٰة وتصدقه بالحائط مالك

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن المسیب کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا **ف** اس میں اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعوی کرنا کذب ہے جبکہ ظاہری حالت اُس کے خلاف ہو ا بلکہ باطن جب درست ہو گا ظاہر ضرور ہی درست ہو گا

حدیث جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے ایسے شخص کے جس پر پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پاخانہ اس سے کشاکشی کرتے ہوں **ف** اس حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول کی کہ وہ اسباب مشوشۂ قلب کو قطع کرتے رہتے ہیں۔

حدیث یہ روایت کہ ابو طلحہ نے اپنے ایک باغ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنما معلوم ہوا پوری حدیث ان کے سہو فی الصلوٰۃ اس باغ کو تصدق کر دینے کے باب میں ہے امام مالک نے

استنباط اصلاح الباطن باصلاح الظاهر

قطع الاسباب المشوشة

عن عبد الله بن
ابی بکران اباطلحۃ
الانصاری فذکر
بنحوہ **ف** فیہ
اصل الغیرۃ یعنی
ازالۃ ما یمنعہ عن
المحبوب و
المطلوب

الحدیث ارحنا یابلال
قط فی العلل من حدیث بلال
ولابی داؤد نحوہ من حدیث
رجل من الصحابۃ لم یسم
باسناد صحیح **ف** للحدیث
محملان الاراحۃ بالاشتغال
بالصلوۃ ومقدماتہا والا
راحۃ بالفراغ عنہا والاولی
راحۃ اللقاء والثانیۃ راحۃ
الرضاء واما الراحۃ بحط الاثقال
فحظ المحجوبین وعلامتہا
عدم ارتیاحہم
بالاشتغال

الغیرۃ

۴۷

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ
انصاری نے الخ پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا
اوپر گذرا) **ف** اس حدیث میں حال غیرت
کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو اپنے سے جدا کر
دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو (جیسا
ان صحابی کو باغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز
میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے
خارج کر دیا) ۔

حدیث اے بلال ہم کو راحت دے ۔
دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت
کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب باسناد صحیح
ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا
جن کا نام نہیں لیا گیا **ف** اس حدیث کے
دو محمل ہیں ایک راحت دینا نماز میں اور اسکے
مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا
راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ
پہلی راحت راحت لقا کی ہے اور دوسری راحت
راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں)
باقی یہ راحت کہ بوجھ اتر گیا یہ حظ ہے محجوبین
کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ
لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

کفرحھم بالافطار
دون الصوم بخلاف
حال الواصلین فان
لھم بالصوم فرحۃ
وبالافطار فرحۃ

الحدیث قال ابو ھریرۃ
کیف الحیاء من اللہ قال
تستحیی منہ کما تستحیی من
الرجل الصالح من قومک
الخرائطی فی مکارم الاخلاق ھق
فی الشعب من حدیث سعید
بن زید مرسلا بنحوہ وارسلہ
ھق بزیادۃ ابن عمر فی المسند
وفی العلل قط عن ابن عمر لہ
وقال انہ اشبہ شئی بالصواب
لورودہ من حدیث سعید بن زید
احد العشرۃ **ف** فیہ
تسھیل للاستحیاء المانع
عن المعصیۃ باستحضار ان
لورأنی فلان الصالح من
قومی ما اقدمت علیھا

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے
خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو
روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت
لقاء) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے
(فرحت رضا)۔

حدیث ابوہریرہ رضہ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ
سے حیا کرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس
سے ایسی حیا کرو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح
سے کرتے ہو۔ خرائطی نے مکارم اخلاق میں
روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث
سعید بن زید سے مرسلاً روایت کیا اسی کے
قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمر کی زیادتی
کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دارقطنی نے
ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ
بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اسکے
کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے
جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں **ف** اس میں
آسان طریقے کی تعلیم ہے حیا کی جو کہ مانع ہے
معصیت سے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر
رکھا جاوے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم
کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

۲۷

اکرام مسلم تشرف بطریقہ اسلامی ...

قط فاللہ احق ان یستحیی منہ۔

الحدیث حدیث الوتر سبع عشرۃ ابن المبارک من حدیث طاؤس مرسلا کان یصلی سبع عشرۃ رکعۃ من اللیل **ف** فیہ عدم تحدید صلوۃ اللیل بعشرۃ او اثنتی عشرۃ فلا ینکر علے ما کان بعض المشائخ یصلون مأتہ رکعۃ او اکثر باللیل۔

الحدیث حدیث لولا صبیان رضع ومشائخ رکع الحدیث ھق وضعفہ من حدیث ابی ھریرۃ وتمامھا وبھائم رتع لصب علیکم العذاب صبا **ف** فیہ قطع لعرق العجب بمراقبۃ الاستفادۃ

تو حق تعالےٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جاوے۔

حدیث وتر (یعنی صلوۃ اللیل جس میں تہجد اور وتر دونوں آگئے) سترہ رکعت ہیں ابن مبارک نے طاؤس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے تھے (تہجد و وتر کی) **ف** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ صلوۃ اللیل دس یا بارہ رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت پر انکار نہ کیا جاوے گا کہ بعض مشائخ شب میں سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔

حدیث۔ اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو بیہقی نے ابو ہریرۃؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب بارش کی طرح برستا **ف** اس میں خود بینی کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جاوے

عدم تحدید صلوٰۃ اللیل

۲۸

(باقی آئندہ)

کیونکہ کبھی چور حلال مال بھی استعمال کرتا ہے اور اس عمل کا یہ اثر بھی اکثری ہے تخلف بھی ہو سکتا ہے اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ جب مالک نے حلال کر دیا تو اگر چور اٹھا ویگا تو او سکے لئے تو حلال ہو گیا تھا تو اس نکتہ کی بنا تو منتفی ہو گئی جواب یہ ہے کہ جب چور کو اسکی اطلاع نہیں تو اس کہنے سے بھی حلال نہیں ہو سکتا اور اگر کسیطرح اطلاع بھی ہو جاوے تب بھی چونکہ قصد قایل کا دافع میں حلال کر دیکا نہیں اسلئے تب بھی حلال نہ ہو گا اور احقر کہتا ہے کہ ایسا ہی قصہ میں نے حضرت شیخ مشائخنا سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا سُنا ہے کہ آپ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ کو یہ عمل تعلیم فرمایا تہا جبکہ ایکبار آپ نے مجلس سے اوٹھنے کے وقت امیر خسرو کو برہنہ پا دیکھا اور پوچھنے پر اونکے جوتہ کا چوری ہونا تحقیق ہوا تو آپ نے اوسوقت اپنا جوتہ منگا کر عنایت فرمایا جسکو اونہوں نے سر پر رکھ لیا اور یہ عمل تبلایا قاری عنایت اللہ مرحوم گنگوہی نے یہ قصہ بیان کیا اتنا فرق ہے کہ اوھنوں نے حلال کی جگہ لفظ مباح کہا اور اپنا تجربہ بھی بیان کیا (شت)

(۱۲) خانصاحب نے فرمایا کہ تحصیل سکندر آباد میں ایک گاؤں ہے حسن پور جسکو میں نے بھی دیکھا ہے بہت بڑا گاؤں ہے یہ ایک وقت میں مولوی محمد اسحٰق صاحب اور اور مولوی محمد یعقوب صاحب کا تھا۔ مولوی مظفر حسین صاحب فرماتے تھے کہ مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب نہایت سخی تھے اور اکثر تنگی کیوجہ سے کچھ ملول سے رہتے تھے لیکن ایک روز میں نے دیکھا کہ دونوں بھائی نہایت ہشاش بشاش ہیں اور خوشی میں اودہر سے اودہر آتے جاتے اور کتابیں یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں رکھتے اور خوشی کے لہجہ میں آپسمیں باتیں کر رہے ہیں میں یہ دیکھکر سمجھا کہ شاید آج کوئی بڑی رقم ہندوستان سے آئی ہے جس سے یہ اسقدر خوش ہیں یہ سمجھکر میں نے چاہا کہ واقعہ دریافت کروں مگر بڑے میاں صاحب سے تو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چھوٹے میاں سے پوچھا کہ حضرت آپ آج بہت خوش نظر آتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ اونہوں نے متعجبانہ لہجہ میں فرمایا کہ تم نے نہیں سُنا میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ ہمارا گاؤن حسن پور ضبط ہو گیا ہے یہ خوشی اسکی ہے کیونکہ جبتک وہ تھا ہم کو خدا پر پورا توکل نہ تہا

۱۳

اور اب صرف خدا پر بھروسہ رہگیا ہے اھ جب خانصاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا تو حقر کو مومن خان کی خوشی یاد آگئی اور میں نے یہ شعر پڑھا ؎ کیا یار کے آنے کی سُنی یا کہ اجل کی ٭ کاہے کی خوشی ہجر میں ہے جان حزین یہ۔

حاشیہ حکایت (۱۲) **قولہ** اب صرف خدا پر بھروسہ رہگیا ہے **اقول** اس سے جو کچھ کمال توکل و توحید و معرفت ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے **قولہ** مومن خان کی خوشی یاد آگئی **اقول** اور مجکو حضرت غوث پاک رح کی خوشی یاد آگئی جسوقت خادم نے ایک قیمتی آئینہ چینی کے ٹوٹ جانے کی ڈرتے ڈرتے اس مصرعہ سے اطلاع کی کہ ع از قضا آئینۂ چینی شکست ٭ آپ نے فی البدیہ فرمایا ع خوب شد اسباب خود بینی شکست (شت)

(۱۳) خانصاحب نے فرمایا کہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کے بڑے بھائی مائل بہ غیر مقلدی تھے۔ مگر مولانا نانوتوی کی خدمت میں بہت حاضر باش تھے۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب بھی کسیقدر غیر مقلدی کی طرف مائل اور مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حافظ عبدالرحمٰن مولوی فیض الحسن صاحب اور مولوی حسین خان صاحب خورجوی کے شاگرد اور بہت سمجھدار اور اردو فارسی شاعری کے بڑے استاد تھے مگر خدا کی شان کہ نہ انکا فارسی کا دیوان مرتب ہوا اور نہ اُردو کا۔ دو شعر انکے مجھے یاد ہیں صرف انکی قابلیت دکھلانے کیلئے اونکے شعر لکھوانا ہوں غالب اور شہیدی کے جانی دشمن تھے۔ اسلئے انکے کلاموں کو پلٹ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ غالب کہتا ہے ؎ ہے خبر گرم اونکے آنے کی ٭ آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا۔ اوسکو حافظ صاحب نے یوں پلٹا ہے شعر بچھہ گیا میں جو گھر میں وہ (یاتم) آئے ٭ زہے قسمت کہ بوریا نہ ہوا۔ شہیدی کے قصیدے کا شعر ہے۔ ہوا تجھہ سا نہ ہو سکتا ہے ہے میرا یہی ایمان ٭ نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا۔ حافظ صاحب نے اسے یوں پلٹا ہے ؎ ترا ثانی بامکان وقوعی ہو نہیں سکتا ٭ نفی امکان مطلق کی مگر ہے قول مرتد کا۔ غرض اسی طرح اوسکے پورے قصیدے کو رد کیا ہے یہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے تھے کہ نواب میر خاں سے جب انگریزوں سے صلح ہو گئی تو اس صلح کے اندر یہ امر طے ہوا تھا کہ وزیرالدولہ کو

ہم اپنے زیر نگرانی رکھیں گے۔ مگر یہ انہیں اختیار ہوگا کہ وہ جہاں چاہیں وہاں رہیں۔ انھوں نے دہلی کو پسند کیا اور وہ دہلی رہنے لگے بچپن سے صالح تھے مولوی غلام جیلانی رامپوری انکے استاد تھے مولوی صاحب موصوف مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے ماموں تھے چونکہ نواب وزیر الدولہ بچپن سے نیک تھے اسلئے اونکے پاس دہلی کے لڑکے جو انکے ہم عمر تھے بے تکلف آنے جانے لگے ان میں ایک لڑکا وہ تھا جو حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تہا اور حق گو بھی تھا چونکہ عام طور پر اپنے استاد کی طرف خاص میلان ہوتا ہے۔ اسلئے وزیر الدولہ اپنے اُستاد کی اکثر تعریف کیا کرتے اور کبھی کبھی دہلی والوں کی تنقیص بھی کر دیا کرتے تھے۔ مگر وہ لڑکا برابر انکی تردید کرتا رہتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ آپ کے استاد ایسا عمامہ باندھتے ہیں ایسا انگرکھا پہنتے ہیں ایسا پاجامہ پہنتے ہیں ایسا جوتہ پہنتے ہیں مسند تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں دہلی والے بیچارے بوریوں پر بیٹھتے ہیں دہوتر کا کرتہ پہنتے ہیں گاڑھے کا پاجامہ پہنتے ہیں اودہوڑی کا جوتہ پہنتے ہیں مگر باوجود اسکے آپکے استاد کے علم کو انکے علم سے کیا نسبت انکے علوم بہت گہرے ہیں۔ خدا کی شان کہ ایک روز کسی نے مولوی غلام جیلانی صاحب سے یہ سوال کیا کہ حضرت تعزیہ کا بنانا کیسا ہے مولوی غلام جیلانی نے جواب دیا کہ برا ہے ہرگز نہیں بنانا چاہیئے اوسنے کہا کہ بنے ہوئے تعزیہ کی توہین کرنا مثلاً اسکو توڑنا پھوڑنا اسپر پاخانہ پیشاب پھرنا کیسا ہے انھوں نے فرمایا کہ ہرگز نہیں چاہیئے ہاں لے دفن کر دے اسلئے کہ اسپر امام حسینؓ کا نام آگیا ہے۔ لہذا اسکا احترام کرنا چاہیئے۔ یہ سُنکر وہ لڑکا کھڑا ہوا اور اسنے بہت ادب سے یہ کہا کہ مولانا گوسالہ پر کس کا نام آگیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ساتھ کیا معاملہ کیا تہا اسپر مولوی صاحب خاموش ہوگئے اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس لڑکے نے اسی جلسہ میں نواب وزیر الدولہ کو سلام کیا اور کہا کہ حضور میں نہ کہتا تھا کہ دہلی والوں کے علوم بڑے گہرے ہیں میں صرف کبھی کبھی صرف میاں صاحب (شاہ محمد اسحٰق صاحب) کے وعظ میں جا بیٹھا کرتا ہوں۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ وزیر الدولہ اس خاندان کے گرویدہ ہوگئے اور سید صاحب سے بیعت بھی ہوئے۔

حاشیہ حکایت (۱۳) قولہ بامکان وقوعی اقول یعنی ایسا امکان جسکے

15

موصوف کے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے نہ بالذات نہ بالغیر **قولہ** نفی **اقول**
فار کی حرکت بضرورت شعر ہے **قولہ** ایسا عمامہ الخ **اقول** یعنی عمدہ اور قیمتی (رشت)

(۱۴) خانصاحب نے فرمایا کہ ایک شخص نے شاہ ولی اللہ صاحب، مولانا فخرالدین صاحب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کی دعوت کی تینوں کو ایک جگہ بٹھاکر چلا گیا۔ دوپہر ڈھلے آیا اور ایک ایک ٹکہ تینوں کے ہاتھوں پر رکھدیا اور یہ کہا کہ حضرت میں ایک کام کو چلا گیا اور دعوت کا بالکل خیال نہ رہا۔ اسوقت ناوقت ہو گیا ہے۔ کھانے کا انتظام نہیں ہو سکتا اسلئے کھانے کے دام دیئے گئے۔ مولانا فخرالدین نے تو اوسکا شکریہ اوا کیا اور فرمایا کہ بھائی یہ بھی تمہارا احسان ہے کیونکہ اگر ہم صبح سے اسوقت تک مزدوری کرتے تب ایک ٹکہ کے مستحق ہوتے اور تم نے ہم کو آرام سے بٹھاکر ایک ٹکہ دیدیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے خاموشی کے ساتھ لے لیا اور کچھ نہ کہا۔ مگر مرزا صاحب ناخوش ہوئے اور یہ کہا کہ تو نے ان حضرات کا وقت ضایع کیا۔ کیونکہ شاہ صاحب اسوقت تک حدیث پڑہاتے اور مولانا فخرالدین صاحب اپنے مریدوں کو فائدہ پہونچاتے میں اپنی نسبت کچھ نہیں کہتا کہ میں کیا کرتا مگر تو نے ان حضرات کو ان دینی خدمتوں سے روکدیا۔ خبردار آیندہ ایسا نہ کرنا۔ اسکے بعد تینوں حضرات اٹھکر چلے آئے، یہ قصہ بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا۔ کہ یہ قصہ مجھ سے حضرت حاجی صاحب نے بھی بیان فرمایا اور مولانا نانوتوی نے بھی اور مولانا گنگوہی نے بھی حضرت حاجی صاحب نے تو اس قصہ کو بیان فرماکر یہ فرمایا کہ مولانا فخرالدین صاحب کی بات بہت انکساری کی ہے اس سے چشتیت ٹپکتی ہے اور مولانا نانوتوی نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی بات بڑی ہوئی ہے کہ انکے نفس نے اصلا حرکت نہ کی اور حضرت گنگوہی فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کی بات بہت بڑہی ہوئی ہے، عدل کا اقتضا یہی ہے جو کچھ مرزا صاحب نے فرمایا (**ف**) اس سے اپنے حضرات کا اختلاف مذاق اور اس سے اختلاف آرا صاف ظاہر ہے۔

حاشیہ حکایت (۱۴) **قولہ** حضرت گنگوہی الخ **اقول** احقر کا میلان حضرت گنگوہی کی رائے کی طرف ہے (رشت)

(باقی آیندہ)

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں.
حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زمانوں میں
مختلف حضرات نے ہمیشہ دئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ
پر طعن و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک
ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمیں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی
مستدل ہیں انکو یکجا جمع کر دیا جاوے. خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف ۲۶ھ میں
شروع ہوئی اور ۳۷ھ میں اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ
فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمّٰی بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے
اسکے بھی بہت کم نسخے رہگئے ہیں. اصل کتاب عربی میں اسطرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے
اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کردی گئی ہے. یہ تقریر عربی میں
ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل
درج کردیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اوس سے فائدہ اٹھاکر بہکانے والوں کے شر سے محفوظ
رہیں. جلدیں بہت کم باقی ہیں جلد منگائیے. قیمت دو روپے چار آنے. (۲ عہ)

رعایت

آخر محرم ۱۳۴۴ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲عہ) محصولڈاک ۵ر

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

دوسرا مژدہ

حق تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۲۲ھ سے دلمیں تھی اور اُسکی تکمیل کیلئے دل بے اختیار تھا ۱۳۴۱ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمیٰ بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہوکر اہل علم کی خدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالٰے جسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول میں مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ اونکے علاوہ ہے عام شائقین کے نفع کیلئے انکے اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اُردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوسکیں۔

مشورۂ مفید

اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اسکا نفع تام ہو جاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ نفع عام ہو جاوے اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے اور مدرسین و طلبہ کیلئے حسب مشورہ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر محرم ۱۳۴۳ھ تک (عہ؎) علاوہ محصولڈاک ہے (محصولڈاک ۷؍)

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی